خدا کی صفت غفور اس بات کی ضامن ہے کہ انسان جنت میں جائے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷/اگست ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے مندرجہ ذیل آیاتِ قرآنیہ تلاوت فرمائیں:-

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۚ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ؕ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(اٰل عمران:۱۳۲ تا ۱۴۰)

پھر حضور انور نے فرمایا:- اٰل عمران کی ان آیات کا ترجمہ یہ ہے۔

اور اس آگ سے ڈرو (نار جہنم سے) جو منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے رب کی طرف سے نازل ہونے والی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی قیمت آسمان اور زمین ہیں اور جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے بڑھو۔ وہ متقی جو خوشحالی میں بھی اور تنگ دستی میں بھی خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔ ہاں ان لوگوں کے لئے جو کسی برا کام کرنے کی صورت میں یا اپنی جانوں پر ظلم کرنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون قصور معاف کرسکتا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہوتا ہے اس پر دیدہ ودانستہ ضد نہیں کرتے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی جزا ان کے رب کی طرف سے نازل ہونے والی مغفرت اور ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں بستے چلے جائیں گے اور کام کرنے والوں کا یہ بدلہ کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔ تم سے پہلے کئی دستور العمل گزر چکے ہیں جن کے نتائج دیکھنے ہوں تو زمین میں پھرو اور دیکھو کہ ان قوانین کو جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔ هٰذَا بَيَانٌ یہ قرآن کریم جو ہے یہ ذکر لوگوں کے لئے بہت وضاحت کرنے والا ہے اور متقیوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے اور تم کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کرو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے۔

آج ماہِ رمضان کی تئیسویں تاریخ ہے اور اگر ۲۹ کا یہ مہینہ ہوا تو آج کا جمعہ ماہِ رمضان کا آخری جمعہ ہے اور اگر تیس روزوں کا یہ مہینہ ہوا تو آئندہ آنے والا جمعہ ماہِ رمضان کا آخری جمعہ ہوگا۔ بعض لوگوں نے ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کے ساتھ بہت سی بدعات کو بھی چمٹا دیا ہے۔ مہدی معہود علیہ السلام کا ایک منصب، آپ کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ تمام بدعات کو اسلام میں سے، مسلمانوں کی زندگی میں سے نکال باہر کریں۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت ہے کہ جب مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں بڑی کثرت سے سب خطہ ہائے ارض میں بسنے والے مسلمانوں کی زندگی میں بدعات شامل ہوجائیں گی اور مہدی ان بدعات سے

اسلام کو پاک کر کے جب اسلام کا خالص اور منور چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرے گا تو دنیا کہے گی کہ اس نے اپنا کوئی نیا دین بنالیا ہے، یہ وہ اسلام تو نہیں جو ہم سمجھتے ہیں۔ اس کثرت سے غلط باتیں عقائد اس میں شامل ہو جائیں گی مثلاً مصر میں ایک وقت میں دریائے نیل کی پرستش کی جاتی تھی اسلام سے پہلے اور افریقہ میں جہاں حضرت عثمان فودیؒ پیدا ہوئے وہاں مسلمانوں نے اپنے علاقہ کے دریا کی پرستش شروع کر دی اور اس طرح جاہلیت کے زمانہ کی نقل کر کے بدعت میں پھنس گئے۔ انہوں نے ایک کتاب لکھی ہے سنت اور بدعت میں تفریق کرنے کے لئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لئے کھڑا کیا ہے کہ اسلام میں جو بدعات شامل ہو چکی ہیں میں اسلام سے ان کو نکال کے باہر پھینک دوں۔ ان کی بھی مخالفت ہوئی۔ ہر زمانہ میں جب خدا تعالیٰ کا کوئی نیک بندہ اسلام کی خدمت کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کی مخالفت ہوا کرتی ہے۔ یہی دستور چلا آیا ہے لیکن آخر کار اللہ تعالیٰ انسان کو سمجھ عطا کرتا اور نور اور ہدایت کی طرف انہیں لے آتا ہے اور خالص اسلام کی جو برکات ہیں ان سے وہ استفادہ کرنے لگتے ہیں۔

ہمارے لئے ہر دن ہی مبارک ہے خدا نے اسے ہماری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جب خدا تعالیٰ نے یہ کہا کہ دنیا جہان کی ہر چیز میں نے تمہارے لئے بنائی تو اس میں آسمانوں اور زمین سے تعلق رکھنے والا زمانہ بھی ہے۔ پس زمانہ کا ہر ٹکڑا یعنی ہر دن بھی ہماری خدمت پر لگا ہوا ہے اور اس سے پوری خدمت لینی چاہیئے۔ ہر دن کے لئے خدا تعالیٰ نے ہدایتیں دی ہیں مثلاً یہ ہدایت کہ ایک دن میں پانچ نمازیں باجماعت ادا کرو سوائے معقول عذر کے۔ دوسری ہدایتیں ہیں، لوگوں کے حقوق ادا کرنے ہیں، اخوت کو قائم کرنا ہے، کسی کو بھوکا نہیں رہنے دینا، کسی کی تکلیف کو نظر انداز نہیں کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر دن کے ساتھ مستقل ہدایتیں، ہر دن کے ساتھ غیر مستقل عارضی ہدایتیں لگائی گئی ہیں۔ ہر دن جو چڑھا بڑی برکتیں لے کر آیا اسلام پر ہر سورج جو چڑھا وہ برکتیں لے کر نمودار ہوا۔ نحوستیں تو انسان خود سمیٹ لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو برکتیں ہی برکتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انسان کو دی تھیں۔ رمضان میں بہت سی عبادتیں اکٹھی کی گئیں۔ اس میں ایک سے زائد برکتیں ہیں۔ رمضان کے

ساتھ کثرت سے تلاوت قرآن کریم کا تعلق ہے۔ رمضان میں زیادہ دعاؤں کی طرف توجہ کرنے کی ہدایت دی گئی ہے کچھ اور برکتیں شامل ہوگئیں۔ پھر ہر جمعہ، جمعہ کی برکتیں لے کے آتا ہے۔ رمضان کا ہر جمعہ رمضان کی برکتیں اور جمعے کی برکتیں ہر دو برکتوں والا جمعہ ہوتا ہے۔ آخری عشرہ میں جب خدا کا بندہ خدا تعالیٰ کے دستِ قدرت کا نشان مانگتا اور لیلۃ القدر کی خواہش رکھتا ہے، اس کے اثرات اپنی زندگی میں دیکھنا چاہتا ہے اس میں بھی برکتیں ہیں۔ لیکن یہ تصور تو کسی احمدی کے دماغ میں نہیں۔ (اور اگر کسی نئے آنے والے کے دماغ میں ہو تو وہ نکال دے) کہ کوئی ایسا دن بھی ہے کہ انسان دیدہ ودانستہ جان بوجھ کر سارا سال نمازیں چھوڑے، مالِ حرام کھائے، لوگوں کو دکھ دے، لوٹ مار کرے، حقوق تلف کرے، حقوق غصب کرے اور اس امید پر کرے کہ آخری جمعہ رمضان کا آئے گا اس دن ہر گناہ کی میں معافی مانگوں گا اور مجھے معافی مل جائے گی۔ جو شخص دیدہ دانستہ اس طرح کرتا ہے اس کو تو ترساں رہنا چاہیئے اور اس بات سے خوش نہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے چاہے تو معاف کردے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ میرے پیار کو حاصل کرنا ہے تو میرے بتائے ہوئے طریق اور میرے بتائے ہوئے صراطِ مستقیم پر چلو، میری اطاعت کرو، میرے رسول کی اتباع کرو، اس کے اسوہ کو اپناؤ، اس کے نقشِ قدم پر چلو، اس سے محبت رکھو، اس اتّباع اور محبت کے نتیجہ میں مجھ سے تم محبت کا اظہار کرو گے اور میں تم سے محبت کروں گا۔

قرآن کریم نے متعدد جگہ مختلف طریق پر ہمیں خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ سے بچنے کی تعلیم دی اور اس کی راہیں جو بیان کی ہیں ان آیات میں سے میں نے بعض کا انتخاب کیا ہے۔ جو میں نے ابھی پڑھی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ اس آیت میں اوّل ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کافروں کے لئے خدا تعالیٰ کے قہر کی آگ بھڑکائی گئی ہے، وہ کافر اور منکر جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتے، وہ مخالف ہیں خدا کے دین کے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی اتباع نہیں کرتے۔ آپ سے پیار کا تعلق نہیں رکھتے، ان کافروں کے لئے ایک آگ تیار کی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ اس آگ سے اپنا بچاؤ کرو وَاتَّقُوا یہ بچاؤ تقویٰ کے ذریعہ سے کرو اور دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے قہر کی آگ

سے بچنے کے سامان خدا کی پناہ میں آ کر پیدا کرو۔ تیسرے یہ کہ اس کی راہ کیا ہے؟ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اس کے سب احکام کو ہمہ وقت بجالانے کے لئے ہر دم تیار رہو یعنی یہ نہیں کہ جس طرح جاہلیت کے زمانہ میں ''نسئی'' کے طریق پر حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے تو ہماری زندگی کا ہر لمحہ خدا تعالیٰ کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ اس معنی میں کہ اس کی جو بے شمار دنیوی نعمتیں ہمارے اوپر نازل ہوئی ہیں ہم ان کو جائز طریقے سے حاصل کرنے کی کوشش کریں اور جائز طریقے پر ان کو خرچ کرنے والے ہوں تو اس آگ سے بچنے کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اس کے احکام ہر دم بجالانے کے لئے تیار رہو اور مجاہدہ اپنے نفس کے ساتھ کرو۔

چوتھے یہ کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ (یونس:۱۶) میں اس وحی کی اتباع کرتا ہوں جو میرے پر خدا تعالیٰ نے نازل کی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اس معنی میں کہ تم بھی اس وحی کی اتباع کرو جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔ دوسرے قرآن کریم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے انسانوں کے لئے، رہتی دنیا تک کے لئے، اسوہ بنا کر ہمارے سامنے رکھا یعنی ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنا اور آپ کے اسوہ کے مطابق زندگی گزارنا خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے پیار کو حاصل کرنا ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رنگ بننے کی کوشش کرو اور فرمایا کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے رحم کا سلوک کرے گا اور اس کی محبت اور اس کے پیار کے تم وارث ہو گے۔

چھٹے یہ کہ اللہ تعالیٰ جو رحم اور پیار کا سلوک کرے گا اس کی دو صورتیں یا دو شکلیں ان آیات میں بتائی گئی ہیں۔ آگے یہ ذکر ہے وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے رحم کی دو شکلیں بیان ہوئی ہیں۔ ایک اس کی مغفرت، جب وہ اپنی مغفرت سے ڈھانپ لے تو انسان اس آگ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جس سے یہاں ڈرایا گیا، جس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور یہ مغفرت رب کی طرف سے نازل ہونے والی بخشش ہے

جس کے بغیر انسانی اعمال بے ثمر ہیں اور نار جہنم سے بچنا ناممکن ہے۔

ساتویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ایک ایسی جنت کی شکل میں انسان کے سامنے رکھی گئی ہے جس کی قیمت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اس کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ ہر آدمی یہ بات آسانی سے سمجھ نہیں سکتا۔ چنانچہ سورۃ لقمان میں فرمایا کہ:-

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً (لقمان:۲۱)

اور سورۃ جاثیہ میں فرمایا:-

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ:۱۴)

اس سے ہمیں پتا لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اس شکل میں بھی آتی ہے (میں یہ ترتیب ذرا بدل دوں گا آپ کو سمجھانے کے لئے) کہ ایسی جنت ملتی ہے جس کی قیمت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے یعنی آسمانوں اور زمین میں ہر شے جو ہے تم اس کی جو بھی قیمت لگاؤ وہ خدا تعالیٰ کی موعودہ جنت کی قیمت ہے اور وہ اس طرح پر کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں انسان اسلام کی ہدایت کی روشنی میں اپنی سب طاقتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ حکم یہ ہے انسان کو کہ جو تمہیں میں نے طاقتیں، قوتیں، صلاحیتیں اور استعدادیں دی ہیں وہ ساری میرے حضور پیش کر دو۔ میرے حکم کے مطابق، میری بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق، میری رضا کے حصول کے لئے، میرے پیار کو پانے کے لئے تم ان کو خرچ کرو تو ’’آسمانوں اور زمین کی ہر شے‘‘ کے فقرہ میں نوع انسان کی وہ طاقتیں بھی شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیں اور یہ استعدادیں، یہ طاقتیں اتنی عظیم ہیں کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، کہ جن سے انسان خدمت نہ لے رہا ہو یا خدمت نہ لے سکتا ہو اور بعض جگہ بعض چیزیں پوشیدہ ہیں۔ ابھی تک ہمارے علم میں نہیں انسان کو یہ طاقت دی کہ دنیا کی ہر شے سے خدمت لے سکتا ہے، اپنی بھلائی اور خوشحالی کے سامان پیدا کر سکتا ہے اس دنیا کی خوشحالی کے بھی اور مرنے کے بعد کی زندگی اخروی زندگی کی خوشحالی کے بھی۔ کیونکہ فرمایا کہ جو اس دنیا میں

اندھا ہوگا وہ اخروی زندگی میں بھی اندھا ہوگا تو وہاں دیکھنے کی آنکھ یہاں حاصل کرنی پڑتی ہے۔ ان سامانوں کو استعمال کر کے قوتوں اور استعدادوں کی صحیح اور کامل نشوونما کر کے وہاں کے سامانوں سے استفادہ کرنے اور لذت حاصل کرنے کی طاقتیں اور احساسات حاصل کرنے پڑتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی رضا کی طلب میں انسان اپنی سب طاقتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لاتا اور آسمانوں اور زمین کی ہر شئے سے خدمت لیتا اور اسے خرچ کرتا ہے۔ انسان جب اپنی ساری کی ساری طاقتوں اور آسمانوں اور زمین کی ہر شے خرچ کر کے جنت کا سودا کرتا ہے تو جنت کی یہی قیمت ہوئی۔ یہ مراد ہے عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ سے۔

آٹھویں یہ کہ اس جنت کی اتنی بڑی قیمت ہے کہ تمہیں خدا تعالیٰ نے بہت طاقتیں دیں اور زمین و آسمان کو تمہاری خدمت پہ بھی لگا دیا تمہیں یہ طاقت دی کہ تم ان سے خدمت لے سکو اور یہ جنت جس کی اتنی بڑی قیمت ہے تقویٰ کی راہوں پر عمل کرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

نویں خلاصہ یہ کہ جس جنت کے حصول پر تمہاری ساری ہی قوتیں، تمہاری ساری ہی استعدادیں، تمہاری صلاحیتیں ایک طرف اور آسمانوں اور زمین سے تعلق رکھنے والی ہر شئے اور ظاہری اور باطنی اور آسمانی اور زمینی ہر نعمتِ باری دوسری طرف خرچ ہوئی ہے اس عظیم جنت کے پانے کے لئے آگے بڑھو (سَارِعُوۡۤا) اور یہ ہے وہ عظیم جنت جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے اور جسے متقی مغفرت باری کے حصول کے بعد حاصل کریں گے اور پھر متقیوں کی کچھ بنیادی صفات بیان کی گئی ہیں۔

دسویں ان کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ فراخی اور خوشحالی کی حالت میں خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ مال دیتا ہے تو یہ منعم علیہ جنات کا علیحدہ رہنے والوں کا، عوام سے بے تعلقی اختیار کرنے والوں کا، ان کے مسائل سے بے توجہی برتنے والوں کا گروہ نہیں بن جاتے بلکہ جس وقت فراخی ہوتی ہے اور خوشحالی ان کے نصیب میں ہوتی ہے تو تکبر کی راہوں کو وہ اختیار نہیں کرتے بلکہ تکبر سے بچتے اور مستحقین سے غفلت نہیں برتتے بلکہ جو حق دار ہیں جو مستحق ہیں، جن کے حقوق اللہ تعالیٰ نے قائم کئے ہیں، جن سے اخوت کا رشتہ باندھا گیا ہے ان کے تمام حقوق خدا تعالیٰ کی منشاء اور رضا کے مطابق وہ ادا کرنے والے ہیں۔

گیارھویں فرمایا کہ ہمیشہ فراخی اور خوشحالی کی حالت ہر انسان کے لئے تو نہیں رہتی، تنگی بھی ہے تکلیفوں کا زمانہ بھی ہے، قحط کے آثار بھی ظاہر ہو جاتے ہیں اور قحط کے آثار میں بھی۔ طبقات طبقات میں فرق پڑ جاتا ہے، غریب کے لئے زیادہ مشکلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ امیر کے لئے نسبتاً کم مشکلیں، تو فرمایا کہ وہ تکلیفوں اور تنگی کی حالت میں اور قحط کے دنوں میں سخاوت سے تنگ دل نہیں ہو جاتے وہ اپنے مقدور کے مطابق سخاوت کرتے چلے جاتے ہیں اور مخلوقِ خدا کی خدمت کے ذریعہ وہ اپنے پیدا کرنے والے رب کریم کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس موعودہ جنت کا یہاں ذکر ہے اس کے حق دار بننے کے لئے وہ ایک جہاد کر رہے ہوتے ہیں۔

بارھویں یہاں یہ بات بتائی کہ یہ متقی وہ ہیں جو غصّہ پی جاتے ہیں۔ غصّہ ایک جذباتی کیفیت ہے، غصّہ انسان کو پاگل کر دیتا ہے۔ غصّہ اور عقلِ سلیم ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے، غصّہ کرنے والے ہمیشہ بے وقوفی کی باتیں کرتے اور احمقانہ اعمال بجالاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا مومن غصّہ نہیں کرتا۔ متقی غصّہ پی جاتا ہے اس کے سب کام خدا کی رضا اور اس کی مخلوق کی بہبود کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ غصّے میں آ کر لوگوں کے اوپر ظلم کے لئے تیار نہیں ہو جاتا۔

پھر تیرھویں یہ بتایا کہ متقی وہ ہیں جو یاوہ گو اور ظالم طبع لوگوں کے حملہ کو معاف کر دیتے ہیں۔ بیہودگی کا بیہودگی سے جواب نہیں دیتے۔ بڑا وقار ہے متقی میں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ بات یاد رکھو کہ ”قرآنی تعلیم یہ نہیں کہ خواہ نخواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دی جائے۔ بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا۔ پس مجرم کے حق اور نیز عامہ خلائق کے حق میں جو کچھ فی الواقع بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے۔“

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۱۵)

چودھویں بات ان آیات میں (اگلی آیت شروع ہوگئی ہے) یہ بتائی کہ ان متقیوں کے لئے یہ جنتیں بنائی گئی ہیں کہ جب وہ کسی بشری کمزوری کے نتیجہ میں بے حیائی کا کام کر بیٹھیں یا

اپنی جانوں پر ظلم کریں اور پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کریں یعنی ’’غلطی‘‘ بشری کمزوری سے ہو ہی جاتی ہے لیکن اس کمزوری پہ اصرار نہ کریں بلکہ جب گناہ سرزد ہو تو وہ فوراً توبہ کریں۔ اگر بے حیائی کا، فحشا کا کوئی فعل ان سے سرزد ہو جائے، ماہِ رمضان میں کوچۂ بازار میں لڑ پڑیں کسی سے یا اپنے نفسوں کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتیں یا دوسروں کے حقوق تلف کر کے اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسی وقت توبہ کریں اور خدا سے کہیں کہ اے خدا! میں نے غلطی کی۔ میں کمزور انسان ہوں تو مالک ہے مجھے سزا بھی دے سکتا ہے لیکن تو بڑا پیار کرنے والا ہے اور معاف کرنے والا بھی ہے میری استدعا ہے کہ تو میرے گناہوں کو معاف کر دے جو میری غلطی اور گناہ ہے اس کے بداثرات سے، اپنے قہر کے جہنم سے، عذاب سے مجھے بچالے، مغفرت کی چادر کے اندر مجھے ڈھانپ لے۔

اور پھر پندرھویں بتایا کہ بے حیائی کا کام کرنے اور جانوں پر ظلم کرنے کے بعد اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ جو حالت اصرار کی ہے وہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک گناہ کرنا پھر اسی کو دوبارہ کرنا پھر اسی کو دوبارہ کرنا پھر اور دلیر ہو جانا، اگر کوئی توجہ بھی دلائے تو اس کے سامنے اکڑ جانا کہ تو بڑا متقی بنا ہوا ہے مجھے سمجھاتا ہے۔ سمجھانے والوں کو بھی چاہیئے کہ علیحدگی میں سمجھائیں جہاں شیطان کے وار کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ پس اس میں یہ بتایا کہ متقی وہ ہیں جو اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ بے حیائی ہو جاتی ہے، بشری کمزوری ہے۔ اپنی جانوں پر ظلم ہو جاتا ہے کمزور ہے انسان لیکن فوراً سنبھلتا ہے، اپنی طاقت کی طرف رجوع نہیں کرتا، اپنے پیدا کرنے والے رب کی طرف رجوع کرتا ہے اور خدا کو کہتا ہے کہ اے خدا تو بخش سکتا ہے، تو مجھے بخش دے، تو مغفرت کی چادر کے نیچے مجھے ڈھانپ سکتا ہے تو مجھے ڈھانپ لے، تجھی میں یہ طاقت ہے مجھ میں نہیں کہ میرے گناہ کے بداثرات جو ہیں ان سے میں محفوظ رہوں۔ اے خدا! تو مجھے میری بداعمالیوں، میرے گناہوں کے بداثرات سے محفوظ رکھ۔ تو ان کا خدا انہیں بخش دے گا۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ خدا چونکہ بخش دے گا اس واسطے جو مرضی کرتے جاؤ۔ خدا مالک ہے، وہ بخشا بھی ہے مالک کی حیثیت سے اور مالک کی حیثیت

سے وہ سزا بھی دیتا ہے۔ خدا مالک ہے چاہے سزا دے چاہے گناہ بخش دے۔ اس واسطے انسان کو گناہ پر دلیر نہیں ہونا چاہیئے لیکن انسان سے انسانی کمزوری بشری کمزوری کے نتیجہ میں چھوٹی بڑی غفلتیں، گناہ، کوتاہیاں اور قصور ہو جاتے ہیں۔ انسان انسان میں فرق ہے۔ اس وقت انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور اسی سے معافی مانگے اور بخشش طلب کرے اور اس کے پیار کو حاصل کرے۔ اس کے دامن کو پکڑے اور کہے کہ ہاتھ تو گندے ہیں اے میرے خدا! پر تیرے دامن کی پاکیزگی کو میرے گندے ہاتھ ناپاک نہیں کرسکتے۔ تیری پاکیزگی میرے ہاتھوں کو پاکیزہ بنا سکتی ہے۔ مجھے پاک بنا دے۔

سولھویں یہ بتایا کہ یہ متقی وہ لوگ ہیں جو اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کرنے والے، اپنی تمام طاقتوں کو خدا کے لئے پرورش کرنے والے اور خرچ کرنے والے اور زمین وآسمان کی نعمتوں کو پھر اس کے حضور پیش کر دینے والے اور اس کی تعلیم کے مطابق اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے ہیں۔ ان متقیوں کی جزا ان کے رب کی طرف سے نازل ہونے والی مغفرت ہے اور چار باتیں یہاں بیان ہوئی ہیں۔

(ا) ان کے رب کی طرف سے نازل ہونے والی مغفرت ایسے متقیوں کی جزا ہے۔ مغفرت کے معنی ہیں گناہ کو ڈھانپ لینا، گناہ کو معاف کر دینا، گناہ کی اصلاح کر دینا، آئندہ کے لئے گناہ کے دروازے کو بند کر دینا اور عذاب سے محفوظ کر لینا، حفاظت کرنا۔

عذاب جو ہے، عقلاً زمانہ کے لحاظ سے عذاب کے دو زمانے ہیں۔ انسانی زندگی میں عذاب کے دو زمانے ہیں۔ ایک جنت میں جانے سے پہلے کا زمانہ (عقلاً میں نے کہا ہے) اور ایک جنت میں جانے کے بعد کا زمانہ۔ ابھی میں اس کو کھول کر بیان کردوں گا آپ کے سامنے۔ جنت میں جانے سے پہلے کا زمانہ تو صاف ہے۔ مثلاً جہنم جو ہے حدیث میں آتا ہے کہ وہ ایک اصلاحی ادارہ ہے اور اس میں قہر کے سخت جلوے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ایک سیکنڈ کا بھی خدا تعالیٰ کے قہر کا عذاب انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ برداشت کرے، لیکن جن کو بھیجا جائے گا۔ جہنم میں ان کو ہمیشہ کے لئے نہیں بھیجا جائے گا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک وقت جہنم پہ ایسا آئے گا کہ اس کے دروازے کھلے ہوں

گے۔ تمثیلی زبان میں ہمیں سمجھانے کے لئے بات کی گئی کہ وہاں پہریدار ہیں، دروازے ہیں، قفل لگے ہوئے ہیں کہ کوئی باہر نہ چلا جائے لیکن ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دروازے کھلے ہوں گے اور ہوا سے دروازے ہل رہے ہوں گے کیونکہ اندر کوئی ہوگا ہی نہیں، سب نکل چکے ہوں گے۔ جنت میں چلے جائیں گے اپنی سزا بھگت کے اپنی اصلاح کے بعد، کوئی تھوڑے زمانہ کے بعد، کوئی لمبے زمانہ کے بعد۔ لیکن اس سے بھی کسی کے دماغ میں دلیری پیدا نہ ہو کیونکہ ایک کروڑ سال کے بعد۔ وہ جہنم سے نکل کے جنت میں گیا تو بے پرواہی کا کیا فائدہ جہنم تو وہ ہے جیسا کہ میں نے بتایا کہ ایک سیکنڈ کے لئے بھی انسان برداشت نہیں کرسکتا یہ سوچنا کہ خدا تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے۔ اس کی تو یہی خواہش، یہی دعا، یہی کوشش اور اسلام پر عمل کرنے کا یہی مقصود ہے کہ خدا تعالیٰ کا پیار ملے اور ان لوگوں میں شامل ہو جن کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے کہ ان کو جہنم میں جلنے والی آگ کی آواز بھی نہیں پہنچے گی، اتنے محفوظ ہوں گے وہ جہنم کی ایذا سے۔ یہ تو ہے جنت میں جانے سے پہلے کا عذاب۔ پھر معافی مل گئی، پھر ایک گروہ نکل گیا، پھر دوسرا نکل گیا، یہاں تک کہ سارے نکل گئے۔

جنت میں جانے کے بعد کا عذاب عملاً ایسا نہیں ہوگا لیکن عقل ہمیں یہ کہتی ہے کہ اگر جنت کے قیام کے زمانے کا انحصار صرف انسان کی اپنی کوشش پر ہو کہ جتنی کسی انسان نے کوشش کی، اعمالِ صالحہ بجالایا، اپنے نفس کو قابو میں رکھ کر خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی کوشش کی، اپنی سی کوشش کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم رنگ بنا، سب کچھ کیا لیکن محدود زندگی میں، بڑی محدود زندگی میں، بیس سال، تیس سال، پچاس سال ستر سال، اسی سال کتنے سال! کوئی زندگی ہے۔ اس محدود زندگی میں جتنے بھی کوئی زیادہ عمل کرلے، ابدی جنت کا وہ اپنے اعمال کے نتیجے میں وارث نہیں بنتا۔ اسی وجہ سے بعض مذاہب نے یہ کر دیا کہ اپنی کوششوں کے نتیجے میں جس جنت کا وہ مستحق بنا۔ جب وہ زمانہ استحقاق کا ختم ہوگا تو وہ پھر نئی جون میں آجائے گا اور عمل کرے گا نئے اور پھر وہ ایک نیا دور شروع ہوجائے گا۔ پھر اس کے بعد وہ جہنم میں جائے گا یا جنت میں جائے گا یا جو بھی ہوگا۔ ان کے دماغ نے یہ سمجھا ہی نہیں کہ ابدی جنت کے لئے محض انسانی کوشش کافی نہیں۔ تو یہ جو کہا گیا کہ عذاب سے بچا۔ مغفرت

کے معنے ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہم سے مغفرت کا سلوک کر، مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے، اصلاح کردے ہماری، ایک تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ذرا بھی سزا نہ ملے یعنی جنت میں جانے سے پہلے جہنم میں ہم ایک سیکنڈ کے لئے بھی نہ جائیں۔ یہ ہے عذاب سے بچنا اور دوسرا عذاب سے بچنا یہ ہے کہ جب جنت میں چلے جائیں اور ہماری عقل کے مطابق جو ہمارا استحقاق ہے کہ اتنا عرصہ ہم رہیں جنت میں مثلاً اگر ایک نیکی کی ایک ہو جزا تو ستر سالہ نیکیوں کا استحقاق بنتا ہے ستر سالہ جنتی زندگی۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ دس گنا تمہیں دے دوں گا تو سات سو سال بن گئے۔ یا اس سے بھی زیادہ اگر وہ چاہے۔ عذاب سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا تیری مغفرت جب تک شامل نہ ہو یعنی تیرا یہ فیصلہ نہ ہو کہ مجھے تو نے کبھی بھی جہنم کا مزہ نہیں چکھانا اور اس لئے باوجود میری کوشش کے اور استحقاق کے نہ ہونے کے تو مجھے ابدی جنت میں بھیج دے۔ میں اپنے اعمال کے زور پر جنت کا وارث نہیں بن سکتا اور عذاب سے بھی تیرا فضل بچاتا ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے نتیجہ میں جنت میں نہیں جاسکتا۔ آپ کا مطلب یہی تھا کہ ابدی جنت میں ہمیشہ رہنے والی جنت میں کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں جاسکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بھی؟ آپ نے فرمایا میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر ابدی جنت میں نہیں جاسکتا۔ یہ تو عقلی موٹا اربعہ لگالیں آپ۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جنتیوں میں سب سے بلند مقام رکھنے والے اور اس دنیا میں خدا کی نگاہ میں سب سے ارفع مقام رکھنے والے انسان ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو تو ابدی جنت مجھے نہیں مل سکتی۔ یہ ایک حقیقت ہے جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر انداز نہیں کیا۔ میرے اور تمہارے جیسا انسان کیسے نظر انداز کرسکتا ہے۔

تو یہاں اس آیت میں بتایا کہ متقیوں کے لئے یہ مغفرت ہے کہ عذاب سے حفاظت خدا تعالیٰ کہتا ہے نہ تمہیں جنت میں جانے سے پہلے میرا عذاب پہنچے گا نہ جنت میں جانے کے بعد میرا عذاب پہنچے گا۔ اس واسطے بہت سارے مذاہب کا بطلان یہاں ہوگیا کیونکہ مغفرت

ان کا جواب ہے یعنی خدا تعالیٰ کی قوتِ مغفرت، اس کی صفتِ غفور جو ہے وہ ضامن ہے کہ انسان جنت میں جائے تو پھر باہر نہ نکلے۔

(ب) اور یہاں یہ بھی بتایا کہ وہ ایسے باغات ہیں جو ہمیشہ سرسبز رہنے والے اور ہمیشہ ہر آن ثمر آور رہنے والے ہیں۔ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ اس کی تھوڑی سی تفسیر ایک وقت میں پہلے بھی بتا چکا ہوں اور باغات بھی ہمیشہ سرسبز اور ثمر آور یعنی اس کی افادیت پوری کی پوری ہمیشہ رہنے والی ہے خدا تعالیٰ کے حکم اور اس کے فضل کے ساتھ۔

(ج) اور انسان کی جنتی زندگی بھی ابدی ہے وہ اس میں بستے چلے جائیں گے۔

(د) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو متقی میرے احکام پر عمل کر کے میرے بتائے ہوئے طریقے پر اعمالِ صالحہ بجالائیں گے ان کے میں (دوسری جگہ آتا ہے کہ میں ان کے) اعمال کا پورا پورا بدلہ بھی دوں گا اور پھر اور بھی دوں گا، فضل دوں گا، مغفرت خدا کے فضل کو کھینچنے والی ہے، جذب کرنے والی ہے۔

سترھویں اس سے ہمیں پتا لگا کہ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡۤ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ میں وَاتَّقُوا کے کیا معنی ہیں۔ یہ ساری تفصیل جو آئی ہے یہ وَاتَّقُوا کی وضاحت کر رہی ہے اور اس کو بیان کر رہی ہے۔

ان ساری تفاصیل کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ تم اپنے رب کریم کا دامن پکڑو تو کبھی چھوڑو نہ، وفا کا تعلق پیدا کرو تو بے وفائی کبھی نہ کرو، ثبات قدم رکھو، اور کامل توکل اس پہ رکھو، کامل بھروسہ اس پہ رکھو اس کو سب طاقتوں کا مالک بھی سمجھو اور انتہائی طور پر پیار کرنے والا، پوری جزا دینے والا بھی سمجھو۔ مغفرت میں ڈھانپ لینے والا اپنے فضل سے، تھوڑے کئے پر ابدی جنت کا مستحق بنا دینے والا یقین کرو۔ بڑا ہی فضل کرتا ہے۔ وہ مالک ہے، قادر ہے جو چاہے کرے۔

فرمایا اور سست مت ہو۔ اس دنیا میں جو خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں ان کے اوپر تو اس دنیا کے حالات پیدا ہوئے ہیں نا۔ جب خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہو گیا ایک دفعہ سست مت ہو۔ جس کا مطلب ہے کہ اگر مخالف مقابلے پر اتر آئے تو مقابلہ سے ہمت مت ہارو۔ سست مت ہو

مقابلہ سے، ہمت مت ہارو اور غم مت کرو اور کچھ اندیشہ مت کرو۔ کچھ اندیشہ دل میں نہ لاؤ۔ انجام کار غلبہ اس دنیا میں بھی تم ہی کو ہوگا مگر شرط یہی ہے کہ جو تمہیں کہا گیا کہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنی حفاظت کرو، خدا تعالیٰ کے تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو اور اگر تم ایمان پر قائم رہو گے اور حقیقی اور واقعی مومن رہو گے تو تمہیں کوئی اندیشہ نہیں۔ آخر اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ہر شعبۂ زندگی میں فوقیت تمہیں حاصل رہے گی۔ اگر خدا تعالیٰ سے تمہارا تعلق پختہ اور حقیقی اور وفا اور ثباتِ قدم کا ہے اور اگر تم نے اس دامن کو پیار اور محبت اور ایثار سے پکڑا اور ایک لحظہ کے لئے بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو ہر شعبۂ زندگی میں فوقیت تمہیں حاصل رہے گی۔

اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے کہ اس کے بغیر ہم اپنی ذمہ داری نہیں نباہ سکتے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کیا جائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہر دل کے اندر قائم کیا جائے اور خدا تعالیٰ کی توحید کا جھنڈا ہر سینہ میں گاڑ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۷؍اکتوبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۷)

۞۞۞